مولانا زاہد الراشدی

وحی کی ضرورت اور اس کی حقیقت و ماہیت

۱۰ مارچ ۹۹ء کو جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر میں بخاری شریف کے سبق کے آغاز پر ایک باوقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے علماء کرام اور طلبہ کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ بہت سے دیگر شہریوں نے بھی شرکت کی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان مدظلہ نے بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس دے کر سبق کا آغاز فرمایا جبکہ ان کے علاوہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد السلام، حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب اور مدیر الشریعہ مولانا زاہد الراشدی نے بھی شرکاء سے خطاب کیا۔ مولانا راشدی کے خطاب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ (ادارہ)

بعد الحمد والصلوۃ   حضرات علماء کرام، محترم بزرگو! دوستو اور عزیز طلبہ!

حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب نے مجھے اور آپ دونوں کو آزمائش میں ڈال دیا ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان مدظلہ کے خطاب کے بعد اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ کے خطاب سے پہلے مجھے حکم دیا ہے کہ بخاری شریف کے سبق کے افتتاح کی اس تقریب میں آپ حضرات کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کروں۔ سمجھ میں نہیں آرہا کہ ان دو بزرگوں کے درمیان مجھ جیسا طالب علم کیا بات کرے گا؟ البتہ ایک بات ذہن میں آئی ہے جس سے کچھ حوصلہ ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے نصاب کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر وہ سال کے آغاز اور اختتام پر مکمل ہے تو درمیان میں کسی وقت اس میں کمی بھی ہو جائے تو اس کمی کا اعتبار نہیں ہے۔ اس لیے یہ سوچ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا ہوں کہ گفتگو کا آغاز حضرت مولانا حسن جان صاحب نے کیا ہے اور اختتام اور دعاء حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب فرمائیں گے اگر درمیان میں مجھ جیسے طالب علم کی کمزور باتیں بھی ہو جائیں تو تقریب کا نصاب بہرحال متاثر نہیں ہوگا۔

حضرات محترم! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عظیم المرتبت کتاب کا آغاز "بدء الوحی" سے کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز کیسے ہوا تھا؟ اسی مناسبت سے حضرت مولانا حسن جان صاحب نے وحی کے حوالہ سے گفتگو فرمائی ہے اور میں بھی "وحی" کے بارے میں ہی کچھ طالب علمانہ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔

اول یہ کہ وحی کی ضرورت کیا ہے؟ دوسری یہ کہ وحی کی ماہیت کیا ہے؟ اور تیسری یہ کہ بخاری شریف جس علم کی کتاب ہے یعنی حدیث نبوی اس علم کا وحی کے ساتھ تعلق کیا ہے؟ جہاں تک وحی کی ضرورت کا تعلق ہے اس کے بارے میں اتنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا یعنی نسل انسانی کے ماں اور باپ کو زمین پر اتارا تھا تو اترنے کے حکم کے ساتھ ہی ایک ہدایت کی تھی کہ

"زمین پر اتر جاؤ! وہاں میری طرف سے ہدایات آتی رہیں گی جس نے ان ہدایات کی پیروی کی وہ غم اور خوف سے نجات پائے گا اور جس نے انہیں جھٹلا دیا وہ جہنم میں جائے گا۔" (سورۃ البقرہ)

یہاں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زمین ہمارا آبائی وطن نہیں ہے، ہمارا آبائی وطن جنت ہے۔ جہاں ہمارے ماں اور باپ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو پیدا کیا گیا۔ زمین میں ہم عارضی طور پر امتحان کے لیے آئے ہیں اور وہ امتحانی عرصہ گزارنے کے بعد ہم نے اس زمین سے واپس چلے جانا ہے۔ البتہ واپس اصلی گھر یعنی جنت میں ان لوگوں کو جانا نصیب ہوگا جو زمین میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے امتحان میں کامیاب ہوں گے اور جو لوگ ان ہدایات سے انکار کریں گے اور امتحان میں ناکام ثابت ہوں گے وہ واپس اصلی گھر میں نہیں جائیں گے بلکہ دوسرے گھر یعنی عذاب کے گھر دوزخ میں جانا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے پہلے دو افراد کو زمین پر اتارتے ہی کہہ دیا تھا کہ انسانی آبادی زمین پر اپنی مرضی میں آزاد نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہدایات کی پابند ہوگی۔ یہ ہدایات حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ "وقتاً فوقتاً" نازل ہوتی رہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوئیں۔ ان ہدایات کا نام وحی ہے اور یہ زمین پر نسل انسانی کے لیے خدائی دستور ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وحی سے کتاب کا آغاز کیا اور اس کے بعد ایمان، علم اور اعمال کے ابواب لائے ہیں۔ اس طرح انہوں نے یہ بتا دیا ہے کہ ہمارے ہاں ایمان و یقین اور علم و عمل سمیت ہر چیز کی بنیاد وحی الٰہی ہے اور ہم ہر معاملہ میں وحی الٰہی کی راہنمائی حاصل کرنے کے پابند ہیں اور اگر آپ غور فرمائیں تو یہ آج کی انسانی سوسائٹی کا سب سے بڑا مسئلہ بھی ہے کہ آسمانی تعلیمات اور وحی الٰہی سے بغاوت کے بعد انسانی سوسائٹی نے جو کئی صدیاں گزاری ہیں اور اپنے مسائل خود حل کرنے کی کوشش کی ہے اس میں ناکامی کے بعد نسل انسانی کو آج پھر وحی الٰہی کی طرف رجوع کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ انسانی سوسائٹی اپنی حکمران خود ہے اور اسے اپنے معاملات طے کرنے کے لیے باہر سے کسی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ آج دنیا بھر میں یہی گمراہی مسلط ہے مگر اہم

بخاریؒ نے "بدء الوحی" سے کتاب کا آغاز کر کے اس تصور کو رد کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ ہر معاملہ میں وحی الٰہی کی راہ نمائی کی ضرورت ہے اور آسمانی تعلیمات کی پیروی کے بغیر انسانی معاشرہ دنیا یا آخرت کسی جگہ میں بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ وحی کی ماہیت کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ وحی انسان کی اپنی کسی تخلیقی صلاحیت کا ثمرہ ہے یا واقعتاً باہر سے اسے ہدایات ملتی ہیں؟ آج کل عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وحی کا کوئی خارجی وجود نہیں بلکہ بعض انسانوں میں مخصوص قسم کی تخلیقی صلاحیت ہوتی ہے اور اس صلاحیت کی بنیاد پر وہ جو سوچتے اور کہتے ہیں اس کا نام وحی ہے۔ یہ بات سرسید احمد خان نے لکھی ہے اور آج کی فکری گمراہیوں کا سب سے بڑا سرچشمہ یہی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ وحی کا کوئی خارجی وجود نہیں ہے بلکہ شعر و شاعری طرز کی تخلیقی صلاحیت حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو ودیعت ہوئی تھی۔ اس حوالہ سے ان پر خاص کیفیت وارد ہوتی تھی۔ اس کیفیت کا نام جبرئیلؑ ہے اور اس کیفیت میں ان کی زبان سے صادر ہونے والے کلام کا نام وحی ہے۔ اس طرح نہ حضرت جبریل علیہ السلام کا کوئی خارجی وجود ہے اور نہ ہی وحی کوئی باہر سے آنے والی ہدایت ہے۔ آج جب کوئی دانش ور جناب نبی اکرم ﷺ کو خراج عقیدت پیش کرنے اور محبت کے اظہار کے ساتھ ان کی ہدایات کی تعریف کرتا ہے اور پھر یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات بہت اچھی تھیں مگر آج کے زمانہ کے لیے نہیں تھیں' اب زمانہ بدل گیا ہے اس لیے بہت سی اصلاحات کی ضرورت ہے تو اس کے پس منظر میں یہی فکری کجی کار فرما ہوتی ہے کہ وحی خود جناب نبی اکرم ﷺ کی سوچ اور تخلیقی صلاحیت کا ثمرہ ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور اصل واقعہ یہ ہے کہ وحی باہر سے آنے والی ہدایات کا نام ہے جس کو بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ لانے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہوئی ہے اس لیے وحی داخلی کیفیات کا نام نہیں بلکہ خارجی ہدایات ہیں۔ کم و بیش یہی بات قادیانی بھی کہتے ہیں مگر اور انداز سے۔ ان کا کہنا ہے کہ نبوت وہبی نہیں بلکہ کسبی چیز ہے۔ یعنی کوئی شخص خود بھی ترقی اور محنت کر کے نبوت کے منصب تک پہنچ سکتا ہے مگر یہ بات قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ نبوت خالصتاً وہبی منصب ہے جسے خود اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے عطا فرماتے ہیں اور وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایات کا نام ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر مکمل ہو چکی ہیں اور ان کے بعد نبوت اور وحی کا دروازہ قیامت تک کے لیے بند ہو چکا ہے۔ تیسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حدیث و سنت کا وحی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس پر بہت کچھ عرض کیا جا سکتا ہے مگر اس موقع پر مختصراً صرف اتنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حدیث و سنت بھی وحی کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور یہ قرآن کریم کا بیان اور اس کی شرح ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے رسول اور نمائندہ کی حیثیت سے فرمائی ہے اس لیے قرآن کریم کی مستند اور سرکاری تشریح یہی ہے۔ اس پر تفصیلات میں جانے کی بجائے ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں جو خود امام بخاریؒ نے اس کتاب میں نقل کیا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کوفہ کی جامع مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ ایک درس میں انہوں نے عورتوں کے بارے میں مسائل بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کر دیا کہ

لعن اللہ الواشمات والمتوشمات والمتنمصات والمتفلجات (الخ)

"جسم پر نام گدوانے والی' بال اکھاڑنے والی اور ریتی سے دانت رگڑ کر ان کو چھوٹا کرنے والی عورتوں پر خدا کی لعنت ہے۔"

بخاری شریف کی روایت کے مطابق کوفہ کی ایک خاتون ام یعقوبؒ نے یہ بات سنی تو وہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور پوچھا کہ کیا آپ نے یہ بات بیان فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ اس خاتون نے سوال کیا کہ کیا یہ قرآن میں ہے؟ اس کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ جب لعنت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو اس کا ذکر قرآن کریم میں ہونا چاہیے۔ اس لیے اس نے یہ سوال کر دیا۔ ہمارا زمانہ ہوتا اور ہمارے جیسا کوئی ڈھیلا ڈھالا مولوی ہوتا تو گھبرا جاتا کہ قرآن کریم میں تو یہ موجود نہیں ہے۔ مگر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پورے اعتماد کے ساتھ جواب دیا کہ ہاں قرآن کریم میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اس پر اس خاتون نے تعجب اور حیرت کے ساتھ پوچھا کہ قرآن کریم تو میں نے بھی سارا پڑھا ہے اس میں کہیں یہ مسئلہ موجود نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ مسعودؓ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحشر میں فرمایا ہے کہ

"اللہ کے رسولؐ تمہیں جس کام کے کرنے کا حکم دیں وہ کرو اور جس کام سے روکیں اس سے رک جاؤ۔"

اور جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نام گدوانے والی' بال اکھاڑنے والی اور دانت رگڑ کر چھوٹے کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد در اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ظاہر بات ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب اللہ تعالیٰ کے رسول اور نمائندہ ہیں تو اصول یہ ہے کہ نمائندہ کی کوئی بات اپنی نہیں ہوتی بلکہ وہ نمائندہ کی حیثیت سے جو کچھ بھی کہتا ہے وہ اسی کی طرف سے ہوتی ہے جس کا وہ نمائندہ ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرما دیا کہ میرا رسول جس کام کے کرنے کا حکم دے وہ کرو اور جس کام سے روکے اس سے رک جاؤ تو اس اصول کے تحت جناب نبی اکرم ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا ہے اور جو کچھ بھی کہا ہے وہ قرآنی تعلیمات کا ہی حصہ ہے اور اسے قرآن پاک سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ وقت کم ہے اس لیے انہی گزارشات پر اکتفاء کرتا ہوں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین